رسائل ومسائل

جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ کی شرکت؟

سوال: اکثر لوگ عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے (دین کی خاطر) کے خلاف اس واقعے کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ''حضرت عائشہؓ نے جنگِ جمل میں شرکت کی تھی''۔ درحقیقت یہ سازش کا نتیجہ تھا۔ سازشیوں نے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے مابین معاہدہ واپسی و صلح کی سن گن لیتے ہی وہ صورتِ حال پیدا کی، کہ نتیجتاً جنگ میں مسلمانوں کا دونوں اطراف سے کافی نقصان ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ اگر قتلِ عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ نہ کرتیں اور جنگ کا علَم بلند کر کے گھر سے نہ نکلتیں تو دنیا میں ظلم کے خلاف آواز اُٹھانے کی روایت قائم نہ ہوتی، جو اس عزم و ہمت کی پیکر خاتون نے اپنے عمل سے قائم کر دی۔ اس کے باوجود وہ اس اقدام کو یاد کر کے کیوں روتی اور نادم ہوتی تھیں؟ کیا یہ قدم اُٹھانا اور قصاص کا مطالبہ کرنا غلط فیصلہ تھا؟ حضرت عائشہؓ جیسی عالمہ وفقیہہ سے کیا یہ اُمید کی جاسکتی تھی کہ وہ ایک ایسا قدم اُٹھا بیٹھیں جس کی ضرورت اس وقت نہیں تھی؟

جواب: بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جو بڑے بڑے علما کو چکرا دیتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت اتنا بڑا حادثہ تھا کہ بقول حضرت عبداللہ بن عمرؓ، اس شہادت پر اُحد پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتا تو کم تھا۔ جن باغیوں (خوارج) نے انھیں شہید کیا تھا، وہ بہت منظّم اور بہت طاقت ور تھے اور انھیں کسی بھی مقدس جگہ، مقدس وقت اور مقدس شخصیت کی پروا نہ تھی۔ اس لیے کہ ان کا مشن خلافتِ راشدہ کے نظام کو درہم برہم کرنا تھا۔ اس کے مقابلے میں حضرت عثمانؓ کسی ایسے اقدام سے دُور رہنا چاہتے تھے جس سے مدینہ اور اہلِ مدینہ کی حُرمت پامال ہو اور باغیوں میں سے کوئی

فرد قتل ہو جائے۔ اسی طرح حضرت علیؓ اور دوسری ہستیاں بھی کسی قسم کی فوج کشی کے قائل نہ تھیں۔ نتیجتاً باغیوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔

اس شہادت نے نہ صرف حضرت عائشہؓ، حضرت معاویہؓ بلکہ حضرت علیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کو غم زدہ کر دیا۔ سب کی دلی خواہش تھی کہ حضرت عثمانؓ کا قصاص لیا جائے، لیکن خوارج حضرت علیؓ کی فوج میں شامل ہوگئے اور ابھی تک منظّم اور طاقت ور تھے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ سے خونِ عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے اور حضرت علیؓ بجا طور پر اپنی خلافت کو مضبوط کر کے قصاص لینا چاہتے تھے اور فوری طور پر اس قابل نہ تھے کہ باغیوں سے قصاص لے سکیں۔ دونوں کا اس معاملے میں بنیادی اختلاف نہ تھا بلکہ وقت کے تعیّن میں اختلاف تھا۔ جہاں تک حضرت عائشہؓ کی پریشانی کا تعلّق ہے تو اس کا سبب ان کا تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ اس طرح کے پیچیدہ مسائل میں حضرت عائشہؓ اور تمام صحابہؓ اور صحابیاتؓ کا مزاج یہ ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر ایک فیصلہ کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کر گزرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ان پر اللہ تعالیٰ کی خشیت کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ اپنے صحیح اقدام پر بھی پریشان ہوتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ غلبۂ خشیت کی وجہ سے سمجھتی تھیں کہ وہ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (احزاب ۳۳:۳۳) 'اور تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو' کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوئی ہیں، حالاں کہ انھوں نے اس حکم کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔

ضرورت اور حاجت کے موقع پر خاتون باہر نکل سکتی ہے اور جنگ میں بھی جا سکتی ہے۔ حضرت عائشہؓ غزوۂ اُحد میں بھی آپؐ کے ساتھ تھیں۔ وہ غزوۂ مریسیع جسے غزوۂ بنی المصطلق بھی کہا جاتا ہے، میں بھی آپؐ کے ساتھ تھیں اور رات کو پڑاؤ کے وقت ہار گم ہو جانے کے سبب لشکر سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ بعد میں صفوان بن المعطلؓ اپنے اُونٹ پر انھیں سوار کر کے لائے تھے۔ صفوان نے حضرت عائشہؓ سے نہ سلام کیا نہ کلام، بلکہ اُونٹ بٹھایا تو وہ اس پر سوار ہوگئیں اور پھر وہ اپنے اُونٹ کی باگ پکڑے لے کر آئے تھے۔ اس کے سبب عبداللہ بن ابی نے ان پر تہمت لگائی اور بعض مخلص صحابہ کو دھوکے اور چالاکی سے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس بہتان کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام سے رد کیا۔ جب آیت وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی

یہ حکم بھی نازل ہوا تھا: قد اذن لکن ان تخرجين لحاجتکن "تمھیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی حاجت اور ضرورت کے لیے باہر نکلو" (بخاری، کتاب التفسیر، سورۂ احزاب، الجزء۱۹، ص۷۰۷)۔ اس لیے ان کی پریشانی اس سبب سے نہیں تھی کہ ان کا نکلنا جائز نہ تھا بلکہ غلبۂ خشیت کی وجہ سے تھا اور جو کچھ ہوا اس پر ندامت کا اظہار تھا۔

جہاں تک باہمی جنگ اور اختلاف کا تعلّق ہے تو وہ ختم ہوگیا تھا لیکن سازشیوں نے اسے ناکام بنا دیا۔ جہاں تک مسئلے کا تعلّق ہے تو وہ واضح ہے۔ غزوات میں خواتین گئی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کروا کر آپؐ کی اجازت سے، آپؐ کے دور میں، آپؐ کے ساتھ اور آپؐ کے وصال کے بعد بھی گئی ہیں، جیسا کہ اُم حرام بنت ملحان جو حضرت عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں غزوۃ الروم میں گئیں اور واپسی پر جب شام کے ساحل پر اُترنے کے بعد اپنی اُونٹنی پر سوار ہوئیں تو اُونٹنی نے انھیں گرا دیا اور ان کی گردن ٹوٹ گئی جس کے نتیجے میں وہ شہید ہوگئیں۔ فقہا نے کہا ہے کہ اس طرح کے اختلافی مسائل اور جنگوں کے بارے میں بلاضرورت بحث نہ کی جائے۔ جن اکابر نے بحث کی ہے انھوں نے احتیاط کے ساتھ بعض مسائل کی تشریح کی خاطر بحث کی ہے، بلاوجہ ایک فریق کی حمایت اور دوسرے کی مخالفت ان کے پیش نظر نہ تھی۔ جو لوگ صحابہ کرامؓ اور ازواجِ مطہراتؓ پر طعن و تشنیع کے لیے بحث کریں، کسی کی مدح اور کسی کی مذمت کریں، وہ مجرم ہیں۔ ایسے لوگ شرعاً تعزیری سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! (مولانا عبدالمالک)

بیوی کا الگ رہایش کا مطالبہ

س : میرا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ سب کی شادی ہوگئی ہے۔ میں ملازمت کے سلسلے میں گھر سے باہر رہتا ہوں۔ گھر میں میری اہلیہ، بیٹے اور بہو کے ساتھ رہتی ہیں۔ میرا گھر دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ البتہ گھر میں داخل ہونے کا مرکزی دروازہ ایک ہی ہے۔ مزاجی اختلافات کی وجہ سے میری اہلیہ اور بہو میں ہم آہنگی نہیں ہے۔ اس بنا پر بہو اور اس کے میکے والوں کا پُراصرار مطالبہ ہے کہ اسے سسرالی گھر سے دور الگ سے رہایش